از جناب اعجاز احمد خان سنگھانوی۔ ایم اے

مجاہدِ ملّت مولانا محمّد علی جالندھریؒ

مولانا محمد علی جالندھری ۱۸۹۵ء کو قصبہ (کھیّو) رائے پور ارائیاں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مرحوم حاجی محمد ابراہیم صاحب مسلک اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ایک مخلص و دیندار زمیندار تھے۔ آپ ارائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کے والد کی دلی خواہش تھی کہ بچے کو دینی علوم سے بہرہ ور کیا جائے۔ چنانچہ رائے پور گوجراں (جالندھر) کے جامعہ رشیدیہ (حال جامعہ رشیدیہ ساہیوال) میں آپ کو داخل کرایا۔ اس مدرسہ میں آپ نے حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحبؒ اور مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین صلاحیتوں سے نوازا تھا نتیجتہً آپ اساتذہ کی شفقتوں کا مرکز بن گئے بعد ازاں آپ کو مدرسہ عربیہ میکلوڈ گنج بہاول نگر میں داخل کرایا گیا اور آخر میں آپ عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند پہنچے اور اس وقت کے اساتذہ کے علاوہ حضرت سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد تمام طلبہ کو شاہ صاحبؒ نے علیحدہ علیحدہ بلا کر نصیحت کی۔ مولانا محمد علی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ:-

"پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوٰی کر کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی مہم شروع کر رکھی ہے اس کے خلاف جہاد زندگی کا مشن بنا لو"

حضرت مولانا جالندھری نے استاد کی نصیحت پر پورا پورا عمل کیا اور فتنۂ مرزائیت کی بیخ کنی کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ دیوبند سے واپس آ کر آپ نے ریاست کپورتھلہ کے معروف شہر سلطان پور لودھی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تین سال بعد اپنی تمام تر خدمات اپنے استاد مولانا خیر محمد صاحبؒ کے سپرد کر دیں۔ استاد شاگرد نے مدرسہ خیر المدارس کی بنیاد رکھی۔ اس مدرسہ کے لئے مولانا خیر محمد صاحب دل کی حیثیت رکھتے تھے تو مولانا محمد علی صاحبؒ دماغ کی۔

تدریس کے ساتھ وعظ و تبلیغ اور بحث و مناظرہ میں بھی حصہ لیتے رہے اور فرق باطلہ کو شکست دیتے رہے اسی دوران "تحریک شہید گنج" میں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایما پر آپ نے "مجلس احرار اسلام" میں شمولیت فرمائی اور تحفظ دین، آزادی وطن اور انگریز دشمنی میں تن من اور دھن کی بازی لگا دی۔

۱۹۳۹ء میں انگریزی فوج میں مسلمانوں کی بھرتی ہونے کو جب علماء نے حرام قرار دیا تو آپ نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کی پاداش میں فرنگی حکومت نے آپ کو تین سال قید کی سزا دی۔ جو آپ نے جالندھر، گجرات اور امرتسر کی جیلوں میں کاٹی۔ اسی دوران آپ کے والد محترم اور دو بھائیوں کا انتقال ہو گیا۔

۱۹۴۳ء میں آپ نے جالندھر سے تحصیل صادق آباد ہجرت کی۔ خاندان تو فیروزہ میں مقیم ہوا مگر آپ کی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز ملتان رہا۔ اس دوران مسجد سراجاں والی حسین آگاہی میں خطابت کے ساتھ ساتھ مدرسہ محمدیہ قائم فرمایا جب حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے ملتان میں مدرسہ خیر المدارس قائم فرمایا تو آپ نے ایثار و قربانی کا مظاہرہ فرمایا اور مدرسہ محمدیہ کے طلبہ، کتب خانہ اور فنڈ وغیرہ مولانا کے سپرد کر کے مدرسہ ختم کر دیا۔

آپ کو مجلس احرار اسلام جالندھر، ملتان اور پنجاب کے صدر ہونے کے ساتھ ساتھ آل انڈیا احرار ورکنگ کمیٹی کا ممبر ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر و ناظم اعلیٰ کے انتہائی ذمہ دارانہ عہدوں پر آپ فائز رہے تقسیم ملک کے بعد ۱۹۵۲ء میں حکومتی حلقوں کے چیلنج کا جواب دینے کی غرض سے کراچی میں مسلم فرقوں کے ۳۱ نمائندہ علماء کا کنونشن ہوا۔ جس میں مشہور زمانہ ۲۲ نکات مرتب ہوتے جو ایک صحیح اسلامی آئین کی بنیاد ہیں۔ اس اجتماع میں اپنی جماعت کی نمائندگی مرحوم نے کی۔ اور اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں موثر کردار ادا کیا۔

آپ نے اپنی زندگی میں بڑی بڑی معرکۃ الآرا تقریریں کیں۔ لیکن ان کی ایک تقریر فروری ۱۹۵۳ء نسبت روڈ لاہور میں ہوئی تھی جس ایک تقریر نے لاہور میں آگ لگا دی تھی اور دوسرے دن لاہور سراپا تحریک ختم نبوت بن چکا تھا۔ ایک مثالی اور یادگار تقریر تھی۔ اس کے بعد آپ کو قید و بند کی سزا سے دوچار ہونا پڑا[1]

بیعت کا تعلق حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری سے تھا۔ ۵/۶ اپریل ۱۹۷۱ء کی درمیانی شب کو آپ سلانوالی ضلع سرگودھا میں تقریر کر رہے تھے دل کی تکلیف محسوس ہوئی۔ رات کے گیارہ بجے دل کا دورہ پڑا۔ بعد میں آپ کو ملتان لے جایا گیا اور علاج شروع ہوا پہلے کچھ طبیعت سنبھل گئی مگر دوسرے اور پھر تیسرے دورہ نے کام تمام کر دیا۔ آخری دورہ ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء کو پڑا تھا۔

آپ ۲۴ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء بروز بدھ دن کے ۲ بجکر ۲ منٹ پر ملتان میں واصل بحق ہوئے۔

---

[1] ہفت روزہ خدام الدین لاہور ص ۱۹، ۵ مئی ۱۹۷۰ء

مرتے وقت زبان پر اللہ اور ختم نبوت کے الفاظ تھے۔ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

تاریخ وصال مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی نے اس شعر سے نکالی ہے ؎

شد ز شغلش چوں بہ ہاتف گفتگو　　عشق با ختم نبوت گفت او
۱۳۹۱ھ

دفتر ختم نبوت ملتان سے آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ ہزاروں مسلمان جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ نماز جنازہ کی امامت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری نے قلعہ کہنہ کے مقام پر کرائی۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا شمس الحق افغانی اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ جیسے یگانہ روزگار مردانِ وفا نے مولانا خیر محمد صاحبؒ کے پہلو میں جانشین امیر شریعت کو لحد میں اتارا[1]

مولانا جید منطقی عالم اور زبردست مناظر تھے۔ وہ شکل و صورت، رہن سہن اور وضع قطع میں ٹھیٹھ پنجابی اور دیہاتی معلوم ہوتے تھے۔ ان جیسی مدلل تقریر احرار کے سارے گروہ میں کوئی مقرر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تقریر کرنے کھڑے ہوتے، چند جملے اردو زبان میں بولتے تو مجمع سے آوازیں آنی شروع ہو جاتیں۔ مولانا تقریر پنجابی میں کریں اور مولانا ٹھیٹھ پنجابی زبان میں تقریر شروع کر دیتے۔ پنجابی کے محاورے بولتے تو لوگ عش عش کر اٹھتے۔ وہ کھیتوں کی روشوں، ہل چلانے والے کسانوں، ان کی ہل، پنجابی روٹی، بھتہ لانے والی کسان کی بیوی، کھیتوں کے سبزے، فصلوں کے لہلہانے سے مضمون پیدا کرتے۔ دیہاتی زندگی کے سادہ فطری مناظر سے اپنی روانی کا ساتھ بناتے سنوارتے چلے جاتے۔ مولانا نے برصغیر کے چپے چپے پر بے شمار تقریریں کیں۔ آخری عمر میں ان کی تقریریں اصلاحی اور تبلیغی ہوا کرتی تھیں۔

مولانا محمد علی کی سب سے بڑی خوبی ان کا جماعت اور تحریکوں کے لئے فنڈز کا انتظام کرنا، دیانت امانت سے اس کا حساب رکھنا، کفایت شعاری سے خرچ کرنا اور تحریک یا جماعت کے کام کو باقاعدہ اور ہمیشگی سے جاری رکھنے کا اہتمام کرنا۔ مولانا جالندھری نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے قیام کے بعد اس کے مالیاتی نظام کو مضبوطی کی طرف خصوصی توجہ دی۔ اور جماعت کے لئے مضبوط فنڈ کا اہتمام کیا۔ مجلس نے فیصلہ کیا کہ چونکہ جماعت نے حفاظت و اشاعت اسلام کا کام کرنا ہے۔ تردید مرزائیت جیسا کام اس کے ذمہ ہے۔ مرزائی سازشوں کو بے نقاب کرنے اور قوم و ملک کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے ایک منظم جماعت کی ضرورت ہے اس لئے جماعت میں مستقل ہمہ وقتی کام کرنے والے کارکن با تنخواہ رکھے جائیں جو ہر طرف سے بے فکر اور آزاد ہو کر یکسوئی کے ساتھ جماعتی مقاصد کے لئے کام کریں۔

جب اس فیصلے کے مطابق جماعت کے علماء کرام سے با تنخواہ کام کرنے اور ہمہ وقتی ڈیوٹی دینے کے لئے کہا گیا تو وہ لوگ جو ساری عمر ملک میں آزادی اور اسلام کی سربلندی کے لئے لوجہ اللہ تعالیٰ ماریں کھاتے رہے ان کی خودداری

---

[1] مشاہیر علماء دیوبند صہ ۲۴۷ تا ۵۵۰۔ از حافظ فیوض الرحمن۔

نے تنخواہ لے کر جماعت کا کام کرنا مناسب نہ سمجھا اور سب اس بات سے ہچکچانے لگے۔ مولانا مرحوم نے یہ محسوس کر کے کہ یہ لوگ اس چیز کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ اپنے آپ کو پیش کیا۔ کہ میں خود بھی تنخواہ لوں گا اور ہمہ وقتی ملازم کی حیثیت سے جماعت کا کام کروں گا۔ اس کے مولانا لال حسین اختر مرحوم۔ مولانا محمد حیات مرحوم۔ مولانا عبدالرحیم اشعر۔ مولانا محمد شریف بہاولپوری مرحوم۔ مولانا محمد شریف جالندہری اور مولانا غلام محمد بہاولپوری غرضیکہ تمام مبلغین نے وظیفہ لینا اور ہمہ وقتی کام سرانجام دینا قبول کر لیا: قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور حضرت امیر شریعت اس سے مستثنیٰ رہے۔

تمام مبلغین جب جلسوں اور دوروں پر جاتے لوگ ان کو خادم اسلام سمجھ کر جو خدمت کرتے تھے تو اس کی بھی رسید کاٹ دیتے تھے۔ وہ ہدیہ، نذرانہ، خدمت سب جماعت کے بیت المال میں جمع ہو جاتا تھا۔ مولانا کے اخلاص، ایثار، دیانت اور امانت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب مولانا کی وفات ہوئی اور سب لوگ ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو اگلے روز جماعت کے بیت المال کو جو لوہے کے بہت بڑے سیف کی صورت میں ہے اسے کھولا گیا تو تمام رقوم حساب کے مطابق موجود تھیں۔ البتہ ایک پوٹلی الگ رکھی ہوئی ملی جس میں ۲۲ ہزار روپیہ تھا۔ اور ساتھ یہ چٹ مولانا نے لکھ کر رکھی تھی کہ جب جماعت کے دوسرے مبلغین اور علمائے کرام تنخواہ لینا عار سمجھتے تھے تو میں نے ان کی دلجوئی کرنے اور جھجک دور کرنے کے لئے تین صد روپیہ ماہوار مشاہرہ قبول کر لیا تھا۔ الحمدللہ میں صاحب جائیداد اور گھر سے کھاتا پیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال، اولاد، زمین اور رزق سب کچھ دے رکھا ہے۔ وہ تین صد روپیہ میں الگ رکھتا رہا ہوں اور یہ ۲۲ ہزار روپیہ وہ ہے۔ میرے مرنے کے بعد اس رقم کو جماعت (ختم نبوت) کے خزانے میں جمع کر دیا جائے۔

مولانا کی محنت، دیانت اور امانت کا ثمرہ ہے کہ جماعت کا لاکھوں روپیہ مالیت کا اپنا مرکزی دفتر ملتان میں ہے۔ انگلستان میں مجلس کا اپنا ملکیتی عظیم دفتر موجود ہے۔ اسلام آباد کا دفتر جماعت کا خریدا ہوا ملکیتی ہے گوجرانوالہ کا دفتر جماعت کا خریدا ہوا ملکیتی مکان ہے۔ علاوہ ازیں کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ، بہاولپور، گجرات سیالکوٹ اور فیصل آباد وغیرہ میں جماعت کے کرایہ پر لئے ہوئے دفاتر موجود ہیں اور اکثر دفاتر میں ٹیلیفون نصب ہیں پھر لاکھوں روپیہ کی زرعی اور سکنی وقف جائیداد جماعت کے نام موجود ہے۔ اب الحمدللہ جماعت دینی مقاصد تحفظ ختم رسالت اور اشاعت اسلام پر تقریباً ۳۰ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کر رہی ہے۔

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندہریؒ ۹ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء سے ۲۴ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء ۴ سال ۴ ماہ اور ۲۹ دن تک جماعت کے باقاعدہ امیر اور سربراہ رہے۔ "تقاریر مجاہد ملت" آپ کی چار تقریروں کا مجموعہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ترتیب دیا ہے جو ۲۱۱ صفحات پر مشتمل ہے شائع ہو چکا ہے۔